بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

پچھلے دنوں جے پور کے کانگریس سیشن میں صدر کانگریس ڈاکٹر پٹابھی سیتا رامیہ نے جو خطبۂ صدارت پڑھا اور پنڈت جواہر لال نہرو اور سردار پٹیل نے جو تقریریں کیں ان کی روداد پڑھ کر بڑی خوشی ہوئی سردار پٹیل ایک نہایت مضبوط اور فولادی عزم و ارادہ کے انسان ہیں انھوں نے ملک کی فرقہ پرور طاقتوں سے جنگ کر کے انھیں ختم کر دینے کا جو عزم ظاہر کیا ہے وہ اس بات کا ثبوت ہے کہ نائب وزیر اعظم کو اس کا کافی احساس ہے کہ ملک کو باہر سے کسی طاقت کا اتنا خطرہ نہیں ہے جتنا کہ ملک کی خود ان پارٹیوں سے ہے جو اقتدار و طاقت حاصل کرنے کے لئے مذہب کو آڑ بنا رہی ہیں اور " مذہب خطرہ میں ہے " کا نعرہ لگا کر عوام سے تائید حاصل کرنا چاہتی ہیں۔

صدر کانگریس اور وزیر اعظم ہند نے ہندوستان کی قومی زبان کی نسبت جو قابل قدر خیالات ظاہر کئے ہیں ان میں گاندھی جی کی اسپرٹ اور ان کے دل کی گرمی پورے طور پر نمایاں ہے محترم صدر کانگریس نے صاف صاف کہا کہ یو۔پی نے اگر خالص ہندی کو اپنی زبان قرار دے دیا ہے تو وہ ایسا کرے لیکن بہرحال وہ پورے ملک کی قومی زبان نہیں ہو سکتی قومی زبان وہ ہی ہے جو مہاتما گاندھی کے بقول ہر جگہ بولی اور سمجھی جاتی ہے جس میں ہم سب اپنے گھروں میں یہاں اور وہاں بات چیت کرتے ہیں جس کا نام ہندوستانی ہے اور جو فارسی آمیز اردو اور سنسکرت آمیز ہندی کے درمیان کی ایک چیز ہے پنڈت جی نے فرمایا کہ جو لوگ ہندی ہندی کی رٹ لگا رہے ہیں ان کے دماغ فرقہ پرستی کے زہر سے مسموم ہیں " موقع آنے پر میں ان کو جواب دوں گا "

پنڈت جی اور صدر کانگرس نے جو کچھ فرمایا معلوم نہیں کہ اس کا اثر اکثریت پر کیا ہوگا اور ان کے یہ سنہرے خیالات کوئی عملی جامہ بھی پہن سکیں گے یا نہیں۔ کیونکہ یہاں عوامی اور جمہوری حکومت قایم ہے جس کے آئین و قوانین اکثریت کی رائے کے مطابق بنتے ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ تاگریہ اسباب کے باعث اکثریت اس وقت عدل وانصاف اور دیانت وامانت کے جذبہ سے کسی مسئلہ پر غور کرنے کے لئے تیار نہیں ہے تاہم ہم کو اس کی خوشی ہے کہ ہم جو کچھ کہتے ہیں اس کی معقولیت کی دلیل اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے کہ وہ ہی گاندھی جی نے بھی کہا اور صدر کانگرس اور وزیر اعظم ہند نے بھی اسی کا اعلان کیا۔

اس سلسلہ میں یہ بھی عرض کرنا ہے کہ گذشتہ دنوں بابو راجندر پرشاد کے جو چند مضامین زبان کے مسئلہ پر "ہندوستان ٹائمز" میں شائع ہوئے ہیں انھیں پڑھ کر بیساختہ ظفر بادشاہ مرحوم کا ایک شعر یاد آگیا۔

بے سبب تو جو بگڑتا ہے ظفر سے ہر بار　　خوش ری جو رشمائل کبھی ایسی تو نہ تھی

کانگرس سیشن کی اس روئداد سے جہاں خوشی ہوئی پچھلے دنوں دستور ساز اسمبلی میں پرسنل لا کی نسبت ممبر قانون ڈاکٹر امبیدکر نے جو کچھ کہا اسے پڑھ کر بڑا افسوس ہوا حکومت کے دعوے اور دستور ہند کی بنیادی دفعہ کے مطابق یہاں کی حکومت سیکولر گورنمنٹ ہے اور سیکولر کے معنی ہیں مذہب کے معاملہ میں غیر جانبدار ہونا اس بنا پر ہونا یہ چاہیئے تھا کہ ہر مذہب کے لوگوں کو خواہ ہندو ہوں یا مسلمان، سکھ ہوں یا عیسائی پرسنل لا کے معاملہ میں آزاد رکھا جاتا اور حکومت اس پر قید و بند لگانے کا کوئی حق اپنے لئے محفوظ نہ کرتی اگر اسی قسم کا برتاؤ روس میں ہوتا تو کسی کو اس پر حیرت اور افسوس کے ظاہر کرنے کا موقع نہ تھا لیکن جس حکومت کو گاندھی جی کے نقش قدم پر چلنے کا دعوی ہے اس کے لئے مذہبی معاملات میں اس طرح دخل اندازی کا حق حاصل کرنا نہایت افسوس اور شرم کی بات ہے۔

گاندھی جی مذہبی معاملات میں آزادی کے کتنے قائل تھے! اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ چھوت چھات کو وہ ایک بالکل غیر انسانی رسم یقین کرتے تھے انھوں نے اس